استاذ العلماء مخدوم محمد معین ٹھٹوی
مترجم : ابو سعید غلام مصطفیٰ قاسمی سندھی

ترجمہ مطارحات التحقیق فی برہان التطبیق

برہان التطبیق کے سلسلے میں تحقیقی مناظرات

آخری قسط

چھٹا نقض وہ ہے جس کی تصریح کی ہے متاخرین کے قبلے سلطان العارفین مبدأ المبادی شیخ اجل فیروز صوفی نے اپنی کتاب عقائد الصوفیہ میں اور جان لو کہ ہم حق تعالیٰ کے علم کی صورتیں ہیں اور ہمیں اپنی نفوس اور اپنے خالق کا شعور ہے اسی طرح ہمارے معلومات کی صورتوں کے لیے بھی اپنے النفس اور ان کے خالق کا شعور ہے اسی طرح معلوم الملوم کی صورتوں کے لیے بھی اور اسی طرح غیر متناہی تک چلے جاؤ! لیکن ان شعورات کے درمیان بہت سا فرق ہے کیونکہ ہمارا شعور اللہ تعالیٰ کے علم کی نسبت ایک عدم ہے۔ اسی طرح غیر نہایت تک چلے جاؤ! یہ مسئلہ اصحاب ظواہر کو معلوم نہیں ہے اور اس کو میرے سوا کسی نے ظاہر نہیں کیا اور یہ کوئی عقیدہ واجب بھی نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔ اس کے لیے جس کو شعور رہے۔ اس کا شریف کلام پورا ہوا اور جب محقق نے اس مسئلہ کو اپنے وقت میں ظاہر کیا تو قاصرنے اس کے کو نہ سمجھا تاکہ ان کے زمانے میں ہی نزاع واقع ہوگیا۔ اور تو خبردار ہے کہ علوم کشفیہ ذوقیہ کے لیے ضروری نہیں کہ وہ سب کے سب ایسے ہوں جن پر عقلی برہان قائم ہو ورنہ ان کو عقول سے متعالی نہ کہا جائے گا اور ان کا طور طریقہ عقول سے باہر ہے مگر وہ عقل جس نے اللہ تعالیٰ سے وجدان پایا اور تحقیق پسند

الولی حیدر آباد

کیا ہے اس کو عارف اپنے زمانے کے قبلہ سید نبیل سعد اللہ سورتی قدس سرہ نے اس کتاب پر اپنی شرح میں جیساکہ انھوں نے اس مسئلہ پر دلیل پکڑی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے وان من شئی الا یسبح بحمدہ الآیۃ اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد سے اس کی تسبیح نہ پڑھتی ہو۔ انھوں نے فرمایا: استدلال کی وجہ ہے کہ تحقیق علمی صورتیں اشیاء ہیں اور آیت کا مدلول یہ ہے کہ تحقیق ہر شئی اللہ کے لیے تسبیح کہتی ہے پھر ثابت ہوا کہ یہ سب چیزیں اس کے لیے سبحتہ ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ مسبح اور تسبیح کہنے والا جس کی تسبیح پڑھتا ہے اس کو جانتا ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے معارف کو جاننے والا ہوتا ہے پھر ہم کلام کو غیر متناہی کی طرف نقل کریں گے۔ اھ

میں کہتا ہوں کہ اس کا کہنا متث لیس و اعلم لنا صورعلم الحق (جان لو کہ ہمارے لیے علم حق تعالیٰ کی صورتیں ہیں اور اس میں "لنا" کے اندر جو ضمیر متکلم ہے اس سے مراد ہم موجودات اور اکوان کی جماعتیں مراد ہیں ہر مرتبہ میں وجود کے مراتب سے، اس طرح بعد میں آنے والے جو ضمائر ہیں "لنا اور معلوماتنا" ہیں اور اس کے بعد بھی یہ سب جمیع موجودات اور مکونات سے تعبیر ہے کیونکہ مسئلہ عام ہے کسی ایک موجود کے ساتھ مختص نہیں ہے جیساکہ دلیل مذکور اس کی اقتضا کرتا ہے۔ باب کی انتہائی بات یہ ہے کہ دلیل لاتناہی کو ثابت کرتا ہے ایسے علوم میں جو حق سبحانہ سے تعلق رکھتے ہیں ہمارے ذاتی علوم کے اثبات میں اس کا کوئی نظیر نہیں ہے اور مدعی دو علموں سے مرکب ہے جیساکہ کہا ہمارے لیے شعور ہے اپنے النفس کا اور اپنے خالق ہے۔

پھر اگر تو کہے کہ جب آیت کریمہ سے حق تعالیٰ کی علمی صورتوں کا علم ثابت ہوا تو ان کا علم با نفسہا بھی ثابت ہوا کیونکہ کسی شئی کا علم فرع ہے عالم کے علم کا اپنی نفس کو ہم کہیں گے کہ یہ ممنوع ہے کیونکہ جائز ہے کہ علم کا کسی شئی سے تعلق ہو اور نفس عالم سے اس کا اصلاً تعلق نہ ہو وہ اس طرح نہیں کہ اس کو اپنی نفس کے علم سے ذہول ہو گیا ہو اس موجود ہونے کے ساتھ بلکہ علم محیط ہے اس کے واقع ہونے سے موجودات کے

ضمن میں اور وہ ملائکہ ہیں محافظ پہلے قسم سے ان میں کیونکہ ان کا علم النفس کے ساتھ متعذر رہے اور ان کے لیے علم بسیط ہے جو ذات حق تعالیٰ کے ساتھ متعلق ہے بخلاف ملائکہ کے دوسرے صنف کے کیونکہ ان کو حق تعالیٰ کے ماسوا کا اگر یہ اصلاً علم نہیں ہوتا ملائکہ کے پہلے صنف کی طرف مگر ان کے لیے اپنے نفوس کا علم ہوتا ہے جیساکہ اس کی شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تصریح کی ہے اور جب کہ مسئلہ عام ہے جمیع موجودات میں جیساکہ تونے مسئلہ کے دلیل سے معلوم کیا ہے تب مدعیٰ کا افراد داجب ہے اور دعویٰ کا اقتصار لاتناہی علوم صور علمیہ سے کیا جائے جوکہ حق تعالیٰ شانہ سے فقط متعلق ہیں۔ پھر مصنف کا کہنا: ہمارے لیے ہمارے النفس کا شعور ہے اور ہمارے خالق کا بھی شعور ہے یہ عموم موجودات میں پورا نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور ہر حال آیت کریمہ ثابت کرتی ہے کہ ہر علمی اور عینی موجود کے لیے ایک مرتبہ ہے مفروضہ اور اس مرتبہ میں شئی کا اطلاق صحیح ہوتا ہے اور وہ علم ہے اور اس علم کے لیے اس کے وجود کے ہر مرتبہ میں دوسرا علم ہے اس کے لیے کوئی نہایت نہیں ہے اس کا موجودات کے اقسام میں سے کس قسم کے ساتھ اختصاص نہیں ہے تب کتاب کا مسئلہ عام ہوتا ہے جملہ حضرات وجود کلیہ اور جزئیہ کو اعیان ثابتہ سے جمیع تنزلات جزئیہ غیر متناہیہ کی طرف اور وہ عوالم غیر متناہیہ کو شامل ہے جس کے اول خلق کے لیے کوئی بدایت نہیں ہے اس کے خالق کی لابدایت کے ساتھ اگرچہ ہر جملہ کا حصول اس لیے ہے بعد اس کے کہ وہ موجود نہ تھا اور اس کے لیے کوئی نہایت نہیں ہے۔ ان کے خالق کی لانہایت کے ساتھ عزّ مجدہ۔ جس سے اس پر شئی کا اطلاق ہوتا ہے تو اس کے لیے تسبیح ثابت ہوتی ہے پس عوالم غیر متناہی ہیں اور ان عوالم کے افراد بھی غیر متناہی ہیں اس لیے جو پہلے گزرا فیض اور خلق الٰہی کے انقطاع کا ثبوت۔ اور سلاسل غیر متناہیہ کا ہر فرد ان افراد کے لیے فی نفسہ ایک غیر متناہیہ سلسلہ ہے ان افراد کی صورتوں کے لحاظ سے اور صورتوں کی صورتوں سے یہ غیر متناہی چلا جائے گا۔ قرآن مجید کے دلیل کے ساتھ جو ہر شئی کی تسبیح کا مثبت ہے۔ جس طرح اس کی پہلی تحریر گزری اور وہ

حق کے ظہور غیر متناہی کا راز ہے ہر شئ سے ۔

اور جب ثابت ہوا کہ عوالم غیر متناہیہ کے افراد میں سے ہر فرد غیر متناہی ہے صور علمیہ کے لحاظ سے تو صور علمیہ غیر متناہیہ کے سلسلے ہر فرد میں بھی غیر متناہی ہونگے جیسا کہ عوالم غیر متناہیہ کے سلسلے ہوتے ہیں پس یہ غیر متناہیہ سلسلے غیر متناہی علمی صورتوں کے لیے ہر فرد میں نقوض غیر متناہیہ ہیں اس کے ہاں جس کی آنکھ کو عارفین معائنہ کرنے والے کے قدموں کی مٹی سے سرمہ کیا ہے ان وجود میں غیر متناہی سلسلوں کے لیے جو کہ ذائقہ لینے والے ہیں ان کے علوم کے لیے اپنے النفس کے وجدان میں اور وہ نفوس وسعت الٰہیہ میں فانی ہونے والے ہیں آثار اور عین کے زوال کے ساتھ باقی ہیں اس کے احکام سے وہ سارے نقوض تمھارے برہان تطبیق پر متوجہ ہوتے ہیں پھر اس کو ایسے بطلان کے ساتھ باطل کرتے ہیں جس میں ہمارے لیے اور ہم جیسے دوسرے درویشوں کے لیے اس میں کوئی شک نہیں ہے اور تمھارے مکاشفات صرف کتاب وسنت کے تابع ہوتے ہیں پھر جس کو توفیق عطا ہوئی وہ اپنے عقل قاصر کے حکم کو کتاب وسنت پر ترجیح نہ دے گا ۔

پھر تو اگر کہے کہ یہ نقوض تو متکلم اور حکیم دونوں پر وارد ہوتے ہیں اور یہ اس لیے کہ یہ علمی صورتیں غیر متناہیہ ان میں تحقیق دو رکن پائے گئے جن دونوں کو حکیم نے برہان کے جریان اور تسلسل کے ابطال کے لیے شرط قرار دیا ہے اور وہ ہے وجود اور ترتب میں اجتماع پس اے صوفیو! جب تم نے ان دونوں کے وجود کا اعتقاد کیا تو سرے سے برہان تطبیق باطل ہو گیا ۔ اور اس سے مدعٰی متخلف (پیچھے) رہ گئی جس میں عقلا کا اجتماع ہوا ہے اور لازم ہو گا اس میں بس پر عقلا کا اجتماع ہوا ہے اور لازم ہوا سلسلہ علل کا جواز غیر متناہی تک تو اس سے صانع کے اثبات کا دروازہ بند ہو گیا ۔ کیونکہ یہ برہان عمدہ ہے اور ابطال تسلسل کے صحیح برہان اس پر قائم ہیں وقت وجود دو رکنوں کے جیسا کہ واضح طور پر گزرا تو اس اعتقاد اور جس کو تم نے شریف علم کہا ہے کھینچ کے لے آیا اس کی طرف جس کے سامنے کھالیں کھڑی ہو جاتی ہیں لیکن رکن اول کا وجود اس لیے ہے کہ اگر خارج میں علم موجود نہ ہو تو ذہنی

میں موجود ہوگا اور اسی طرح علم العلم دوسرے ذہن میں اور تیسرا تیسرے میں اسی طرح
چلتے چلو غیر متناہی کی طرف تو تسلسل لازم آئے گا اذہان میں جوکہ موجود ہیں اور وجود اور
ترتیب میں مجتمع ہیں نفس الامر میں کیونکہ ہر علم اس پر موقوف ہوگا دوسرے علم پر پھر ہر
متقدم متاخر کے وجود کے لیے شرط ہوگا۔ اور تسلسل وجود میں مجتمع امور اور مترتبہ میں
باطل ہے تو ثابت ہوا وجود صور علمیہ غیر متناہیہ کا خارج میں اور یہ تفصیل اور تمیز کے لحاظ
سے دونوں وجودوں میں اکمل ہے اگرچہ برہان کا جریان اس کی خصوصیت موقوف نہیں
ہے کیونکہ اس کا جریان امور موجودہ نفس الامر میں ہوتا ہے اور یہ معلوم ہے کہ ان کا اجتماع
اپنے ازمنہ میں تعاقب کے طور پر نہیں ہے جس طرح کبھی ایک دوسرے کے پیچھے آنے
والے امور میں مسامحت کی جاتی ہے کیونکہ تمہاری طرف سے دعویٰ یہ ہے کہ ہر علم کے لیے
علم ہے اور سلسلہ چلا جائے گا۔ کیونکہ، علم اس کے حدوث کے بعد زائل ہوجاتا ہے۔
اور دوسرا حادث ہوتا ہے اور زائل ہوتا ہے اسی طرح سلسلہ جائے گا لیکن رکن ثانی
کا وجود وہ اس لیے ہے کہ علم اس کا وجود موقوف ہوتا ہے وجود علم اول پر کیونکہ ثانی کا قیام
اس کے عالم سے ہے اور وہ علم اول ہے اور اسی طرح سارے سلسلہ میں اور ترتب طبعی
شامل ہوتا ہے ہر ترتب کلیتہ آحاد پر متاخر کا موقوف ہونا متقدم پر جس طرح بھی موجود ہو۔
یہ سوال نہ کیا جائے کہ علم ثانی پہلے علم سے قائم نہیں ہوتا کیونکہ اس میں عرض کا
عرض سے قیام ہوگا اور وہ محال ہے بلکہ کل نفس سے قائم ہے تو پھر علوم کا توقف بعض
کا بعض پر نہ ہوگا تاکہ ترتیب پر بلکہ کل نفس پر موقوف ہے کیونکہ اگر ہم تسلیم کریں گے۔
قیام مذکور کے محال ہونے کو اور ہم نے ان کا قیام جوہر سے کیا ہے جیسا کہ حرکت اور بطوء کا
قیام متحرک سے ہوتا ہے تو ہمارے لیے کوئی راستہ نہیں ہے اس کہنے کا کہ بطوء مثلاً متحرک سے
قائم ہوتا ہے سوا توسط حرکت کے اور اس سے اس کے اول اتصاف سے۔
ہم کہیں گے کہ بطوء کا قیام زید کے ساتھ اس لیے ہے کہ وہ متحرک ہے تو یہ راجع ہوگا
اشتراط تقدم عروض حرکت کا عروض بطوء کے لیے تو پھر دونوں عروضوں کے درمیان ترتب
ہوگا طبعی وجود میں اور اسی طرح ہے اس میں جس میں ہم بحث کر رہے ہیں۔ دوسرا علم نفس

کے لیے عارض نہ ہوگا۔ سو اتوسط عروض علم اول کے اس کے لیے تو ثابت ہوا ہونا ان صور علمیہ غیر متناہیہ کا موجود جو صف اجتماع کے ساتھ اور وہی مطلوب ہے۔

ہم نے کہا کہ ہم اپنے مسادات کے اتباع میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کے علوم سے نفع دیا زندگی اور موت میں ہم متکلم کی اور نہ حکیم کی رائے کو یاد رکھنے والے ہیں اور ہمارے ائمہ کشف حقائق کے بعد کسی ایک سے اتفاق کی پرواہ نہ رکھتے تھے اور نہ اس کے خلاف کی اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف جانا ان براہین سے نہیں ہے جن کو وہ لکڑی کے قدم کہتے ہیں۔ جس طرح قوم کے قبلہ نے مثنوی معنوی میں کہا ہے ؎

پائی استدلالیاں چوبیں بود
پائی چوبیں سخت بی تمکیں بود

ان کے ہاں واجب تعالیٰ کا اثبات ان براہین سے عار ہے اس سے اس کا اولی بھی عار محسوس کرتا ہے اور جب ان کے عقول اٹھے ان مٹی والے پیروں کے ساتھ ان کے گام کی جگہ کی چارھی کی طرف اور ان براہین سے کامیاب ہوئے جو کہ یہ براہین قوم کے ہاں اختراعی خیالات ہیں تو وہ ان کی اس کامیابی میں ان کی طرح جن کے متعلق وحی منزل نے فرمایا ہے وہ آواز دیئے جاتے ہیں دور کی جگہ سے اور یہ لوگ کسی طرح داخل نہ ہوں گے اس تخیل کی خواری میں اور آیت کریمہ ان کے ہاں اس سے ہے جس میں مبادی عالیہ داخل ہوتے ہیں اور عقول مجردہ، اس میں جو انھوں نے پایا ہے مبسوط المبادی تعالیٰ شانہ، اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے اس کا کہنا جل مجدہ ملائکہ اور روح اس کی طرف چڑھتے میں ایسے دن میں جس کا مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ پس بعد معنوی مرتبہ درمیان ان کے تجرد اور ان کے تنزہ کے مادہ کے احکام سے اور درمیان حق کے تجرد اور تنزہ ذاتی کے جو ان کے لیے توجہ کی جگہ ہے اگر وہ تنزل کرے صورت بعد حسی کے ساتھ مسافت میں اور فرض کیا جائے ان کا عروج ان میں سے ایک قطرہ تک پہنچنے میں تو اس کو گزرنے میں وہ ٹھیریں گے اپنی پوری قوت کے ساتھ پچاس ہزار سال چڑھتے رہیں لیکن وہ اس کو پہنچ نہ سکیں اور یہ تحدید نہیں بلکہ کثرت

بعد کی ایک تمثیل ہے ۔ یہ ہے اس کے تنزہ اور تجرد میں مادہ سے وہ بلند ہے اس مرتبہ مقدسہ کے حقائق جو وہ مبادی عالیہ کا مرزوق ہے ۔ ان کے تجردی نشأت میں جس کا تعبیر کیا جاتا ہے مسبوحیت خدا تعالیٰ کی ۔ لیکن اگر لحاظ کیا جائے خدا تعالیٰ کے تنزہ اور تجرد کی طرف ہر تجرد اور مادہ سے اور نزاہت اور شباہت سے اور یہ مرتبہ مقدسہ ہے جس کو تعبیر کیا جاتا ہے قدوسیت سے اور وہ مرزوق ہے رُوح اعظم انسان کامل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تو پھر مبادی اور عقول عالیہ کے لیے نہ ہوگا مگر عجز خالص جس نے تمثیل کی راہ کو قطع کیا جانا ان کے عروج میں اس کی طرف اگرچہ فرض ہو اب تو نظر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول میں سبوحٌ قدوسٌ رب الملائکۃ والروح تو یہ لف ونشر مرتب ہے یہ ارشاد کرتا ہے اس کی طرف کہ قدوسٌ روح اعظم کا قبلہ ہے کسی دوسرے کا نہیں ہے پس وہ انسان پر اس معرفت کی موسلا دھار بارش سے ان پر قطرہ گرا ہے تو انھوں نے اس سے حق کو معرفت نہیں کیا اور اس کو پایا ہے بلند تو وہ سزاوار ہیں اس کے کہ اس کے بال اٹھ جائیں ، تمھارے قول سے کہ اگر یہ براہین باطل ہو جائیں تو صانع کے اثبات کا دروازہ بند ہو جائے اللہ بلند ہے اس سے نہایت بلند جو ان کے حق میں ایسی بات کہی جائے ۔

اور تحقیق شیخ اکبر (ابن عربی) نے ان براہین کو باطل قرار دیا ہے جس طرح انھوں نے کہا اور ہر وہ چیز جو ہمارے ہاں محال ہے اس کو ہم نے اللہ کی وسیع زمین میں ممکن پایا ہے ۔ اور کئی اکابر نے نص کی ہے اس پر کہ اجتماع نقیضین اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت داخل ہے ۔

اور یہ بات معلوم ہے کہ خلف کے براہین استمالات عقلیہ کی طرف راجع ہوتے ہیں اور جب یہ سب براہین اللہ کی قدرت کے تحت داخل ہوتے ہیں تو سب کے سب باطل ہو گئے اور اس کو کسی طرح نقصان نہیں پہنچاتا ان کا پانا حق سبحانہ کو ایک ایسے طور میں جو عقل کی طور سے ناد را ہے اور شاید پہلے اساطین نے امر کو ادراک کیا تھا اس پر جو ادراک کیا اور انھوں نے قاصرین کے ساتھ نزول کیا ۔ ان کے عقول کی طرف ان تقریبات کی صورتوں میں جن کو براہین کا نام دیا گیا ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ کرام قوم کے اتباع میں یہ دین رکھتے کہ صانع عالم کے وجود کا علم عالم کے لیے فطری ہے اور ہماری

اور ظاہر کرتا ہے اثبات واجب کی عدم احتیاجی کو مشہور براہین کی طرف بلکہ مطلوب کو ثابت کرتا ہے ساتھ عدم بطلان تسلسل کے اور اس کے امثال کو ایک مستقل رسالہ میں جس کا ہم نے نام رکھا ہے "اثبات واجب الوجود بالمنہج الغیر المعہود" پھر اگر تو اس کے پانے میں کامیاب ہو جائے تو اس کو غنیمت سمجھ اس پر کہ برہان تطبیق حکیم کے ہاں ان علمی غیر متناہیہ صورتوں میں جاری نہ ہوگا اور یہ اس لیے ہے کہ جس نے ان کو ثابت کیا ہے کشف سے اور اس کو ظاہر کیا ہے خاص طور پر متقدمین اور متاخرین میں اس نے کہا کہ لیکن شعورات کے درمیان بہت فرق ہے لیکن ہمارا شعور بہ نسبت علم حق تعالیٰ کے عدم ہے اور اسی طرح ہمارے معلومات کا شعور بہ نسبت ہمارے شعور کے، علم حق تعالیٰ کی نسبت نہ لیا جائے تو وہ (بھی) عدم ہے اور اسی طرح غیر نہایت تک چلے جاؤ! جیساکہ اس کا نقل گزرا۔ پھر جیسا سلسلہ بڑھتا جائے گا تو معلومات یقینی طور پر مخفی ہوتے جائیں گے تاکہ وہ ہو جائیں گویا کہ وہ سب معدومات ہیں عقل کی نظر میں اس کا وجود ثابت کیا جائے گا۔ برہان کے بغیر پھر ہوں گے وہ معلومات غیر متناہیہ کیونکہ وہ موجودات اندماجیہ ہوں گے۔ جیساکہ کھجور کا درخت گٹھلی میں زیادہ قریب ہے ان سے موجودات کی طرف جو کہ مرتبہ ہیں مجملہ اور اکین میں اور تحقیق تو نے جان لیا ہے کہ حکماء نے شرط کیا ہے (برہان تطبیق کے) جریان میں وہ امور جن میں برہان جاری کیا جارہا خارج میں ان کا موجودات مفصلہ ہونا یا ذہن میں پھر نہ وارد ہوگا۔ یہ علم شریف جس سے کوئی علم ملاقی نہ ہوگا مگر یہ علم اس کو باطل کرے گا۔

ایک نقل کے ساتھ جو اس میں پیدا کیا جائے۔ نقص کے طور پر ان لوگوں پر اس قول میں جس کی طرف وہ گئے ہیں اور وہ وارد ہوگا متکلمین پر جو کہ قائل ہیں اس برہان کے اجراء کا مطلقاً ہر موجود مندمج اور مجمل اور معدوم مقائز میں اعتبار یہ محصنہ کے سوا اور تحقیق مجھے احاطہ کیا ایک بڑے عجیب نے (تیری عمر کے خالق کی قسم) اس سے جو جبل عظیم اور چٹان بلند سید جرسعد اللہ سورتی نے اس مسئلہ کی شرح کی ہے اس پر دلیل پکڑی ہے آیت کریمہ فرقانیہ کے ساتھ جیساکہ ذکر کیا ہے اسی طرح اور مصنف کے کلام پر کلام نہیں کیا اور وہ کس طرح کلام نہیں کرتے حالانکہ انھوں نے اپنی کتاب کے خطبہ میں ظاہر کیا ہے کہ تحقیق مصنف نے اس کتاب کو اپنے والد کو دیا۔ اس کی عنصری نشأت سے پہلے اور یہ خبر دی کہ یہ امانت ہے بیٹے کی جو اس کے لیے

پیدا ہوگا تو وہ اس کی شرح کرے گا۔ اور اس کا نام لینے نام پر رکھا اور وہ آخر ہے اس کا جو اللہ تعالیٰ کی طرف رحلت کی قوم کے ائمہ میں سے اور ان کے خلفاء اور ان کی نصرت کرنے والوں اور حمایت کرنے والوں میں سے اور اس کے باوجود اس نے اس برہان میں رسالہ لکھا اور اس کو مطلقاً جاری کیا متکلمین کے مسلک پر اور اس کی پروا نہ کی کہ یہ قوم کی تصریحات کے مناقض ہے اس لیے کہ ان کا بعض اس سفر میں دیکھتا ہے اور اللہ ہمیں اس حیرت میں پہنچے اور ہمیں غیرت کی سوزش سے نجات دے۔

من از بیگانگان ہرگز نہ نالم
کہ با ما ہر چہ کرد آں آشنا کرد

ساتواں نقض مسئلہ تکوین مع الانفاس کے سلسلہ میں جو عرفاء کے جملہ طائفوں کے ہاں اتفاقی مسئلہ ہے

عرفاء نے کہا ہے کہ تمام عوالم عالم ارتسام اور عالم جبروت اعلیٰ کے سوا جس کو عالم اعیان بھی کہا جاتا ہے۔ سب کے سب جہان لپنے جمیع افراد کے ساتھ وہ افراد جواہر ہوں یا اعراض ہر آن میں ایک عالم معدوم ہوتا ہے اور اس معدوم عالم کا مثال اسی آن میں سرعت کے ساتھ موجود ہوتا ہے، مدارک جو اس سرعت کی سبب سے وجود کے دوام اور استمرار کا یقین رکھتے ہیں۔ پھر اگر تو فیض کے قدم اور جود کے سرمدی ہونے پر ایمان رکھتا ہے۔ ساتھ حدوث کائنات کے ایسے ایجاد کے ساتھ جس کے لیے ابتداء نہیں ہے تو ایجاد اور اعدام کا سلسلہ ان عوالم کے ہر ہر فرد کے عدد کے مطابق غیر متناہی ہوگا۔ ازل اور ابد کی جانب میں اور اگر تیرا یہ اعتقاد ہے کہ فیض اور جود کی بدایت ایک معین حد سے ہے تو وہ سلسلے ان افراد کی طرح ابد کی جانب میں غیر متناہیہ ہوں گے دنیا میں، برزخ میں اور آخرت میں، پھر جس نے کہا ہے کہ برہان (تطبیق) آگے پیچھے ہونے والی چیزوں میں جاری ہوگا اور قائل متکلم ہیں تو ان پر یہ علم حق کشفی وارد ہوگا اور ان کا قول باطل ہو جائے گا، پھر انھوں نے اگر جود اور انکار کو اختیار کیا تو ان پر لازم آئے گا بسبب ان کے مذہب کے ان امثال

کا تجدد ان اعراض میں جو جواہر کو باقی رکھنے والے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ ایجاد کے بعد ممکن واجب سے بے پرواہ ہو جائے گا اس لیے کہ ان کے ہاں واجب کی طرف احتیاج کی علت حدوث ہے تو پھر ممکن کے ایجاد کا معاملہ بھی بنا اور بنانے والے کی طرح کا ہو گا (کہ نیا مبنے کے بعد بنا کرنے والے سے بے پروا ہو جاتی ہے) اور اگر اعراض میں تجدد لازم نہ ہوا تو اخروی جواہر متکلمین کے ہاں دنیوی جواہر کی طرح ہیں ان کی احتیاجی واجب کی طرف حدوث کے بعد اس لیے ہے کہ ان کے اعراض جوکہ جواہر کے لیے مبقیہ (باقی رکھنے والے) ہیں ان کی احتیاجی کے باعث ہے اعدام اور ایجادیں جوکہ یہ دونوں ابدالآباد تک ایک دوسرے کے پیچھے چلنے والے ہیں پھر اگر وہ ایجاد کے بعد واجب سے ممکن کی بے پرواہی کے قائل ہو جائیں کیونکہ ان کے ہاں واجب کی طرف محتاج ہونے کی علت حدوث ہے تو ممکن کے ایجاد کا مسئلہ اور معاملہ بھی بنّاء اور بنّاء (بنانے والے) کی طرح ہو گا اور اگر اعراض میں تجدد لازم نہ ہو تو اخروی جوہر متکلمین کے ہاں دنیوی جوہر کی طرح ہے اس کے واجب کی طرف حدوث کے بعد ان کے اعراض مبقیہ کی حاجت کے اعتبار سے ہے اعدام اور ایجادیں جوکہ ایک دوسرے کے بعد آتے رہتے ہیں ابدالآباد تک، پھر وہ متکلم یا تو اس کے قائل ہو جائیں کہ ممکن ایجاد کے بعد واجب سے بے پروا ہو جاتا ہے اور اس کا بھی اقرار کریں کہ متعاقبات (ایک دوسرے کے پیچھے آنے والی چیزوں) میں برہان (تطبیق) منقوض ہو جاتا ہے یا پھر حکیم کے مذہب کا اقرار کریں کہ برہان تطبیق کے جاری ہونے میں اجتماع شرط ہے ترتیب کے ساتھ۔

آٹھواں نقض

محققین کے مذہب پر کاملین کے ارواح کے قدیم ہونے سے ان کا کہنا ہے کہ کاملین کے ارواح قدیم ہیں ان کے ہاں وہ ارواح اپنے ابدان کی خلق میں مدبر ہیں، پھر علوم اور ان پر جو احوال وارد ہوتے ہیں وہ سب ازلی اور ابدی ہیں تو یہ واردات نقض ہو سکتے ہو سکتے ہیں۔ برہان تطبیق کے متعاقبات میں جاری ہونے پر اور ارواح کے قدیم ہونے کا قول جب کہ صوفیوں کے امام صدر محقق قونوی قدس اللہ سرہ سے ثابت ہوا ہے تو اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اس کے شیخ وارث خاتم اکبر مشائخ (ابن عربی) رضی اللہ عنہ

کا یہ قول ہوگا لیکن میں نے (مخدوم معین) اس کی تالیف فتوحات میں ان کے کلام کی تصریح میں کامیاب نہ ہوا ہوں لیکن فص آدمی میں ان کا ایک قول یہ ہے کہ وہ یعنی انسان حادث ازلی اور نشأت دائم ابدی ہے۔ اس عبارت کو شیخ داود قیصری (جو کہ فصوص کے شارح ہیں) ارواح کے مطلقاً قدیم ہونے پر حمل کیا ہے اور (فصوص کے دوسرے شارح) عارف جامی نے کاملین کے ارواح کے قدیم ہونے پر حمل کیا ہے تو پھر ان ارواح کا حدوث ذاتی ہوگا زمانی نہ ہوگا۔ اور (شیخ ابن عربی کی) اس عبارت کو ازلیت ثبوتیہ علمیہ پر حمل کرنا (یعنی اللہ کے علم میں یہ ارواح موجود تھے) اور وجود کے طور پر نہ تھے۔ اس حمل پر اعتراض آتا ہے کیونکہ اس قسم کا قدم حقیقت انسانیہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے اور یہ حقیقتِ انسانیہ تمام موجودات کا اجمال ہے تو اس پر ازلیت ثبوتیہ کا حکم لگانا جمیع پر حکم لگانے کے مترادف ہے اور یہ ظاہر تکلف ہے، اور بسا اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ حقیقت انسانیہ سے شیخ کی مراد انسان کامل کی حقیقت ہے اس کے دلیل میں فتوحات کا قول پیش کیا جاتا ہے جو کہ انھوں نے تین سو چھبیس کے علوم الباب میں ذکر کیا ہے۔

جان لو کہ جہاں سے انسان کامل کا مرتبہ مرتبہ ہے نفس ناطقہ کا اور وہ کامل ہے اس سے کوئی اکمل نہیں ہے انھوں نے فرمایا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ہیں پھر انھوں نے فرمایا: اور جان لو کہ انسان جب کہ صورت الٰہیہ کا مثال ہے۔ تو وہ ظل اور سایہ کی طرح ہے شخص کے لیے جو اس سے کبھی جدا نہیں ہوتا ہر حال میں سوا اس کے کہ وہ کبھی حس کے لیے ظاہر ہوتا ہے اور جب وہ مخفی ہوتا ہے تو وہ اس میں معقول (ادراک کے درجہ میں) ہے تو وہ جو اس کو دیکھے اس کے لیے آنکھوں سے دکھائی دیتا ہے تو انسان کامل معقول میں سایہ کی طرح جب وہ شخص میں مخفی ہوتا ہے تو ظاہر نہیں ہوتا۔ تو انسان ہمیشہ ازلی ہوتا ہے اور اس لیے وہ حق کے لیے مشہود ہوتا ہے اس لحاظ سے کہ وہ موصوف ہوتا ہے اس سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے بصر ہوتا ہے آگے فرمایا کہ وہ انسان اللہ کے ساتھ تھا اور ہمیشہ اللہ کے ساتھ ہوگا تو وہ اللہ تعالیٰ کی بقا کے ساتھ باقی ہے اور انسان کے سوا جو دوسری چیزیں ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ابقاء

کے ساتھ باقی ہیں شیخ ابن عربی کا کلام بعینہ ختم ہوا۔

اور انسان کامل کے تنہا ازلی ہونے سے باب کا مطلوب پورا ہوا اور وہ ہے اس کے ازلی طوارق (عوارض) کے سلسلے کا غیر متناہی ہونا ابدیت تو امر آسان ہے اور اس سے برہان (تطبیق) ٹوٹ جاتا ہے جب اس کے اجزاء کا متعاقبات میں التزام کیا جائے اور ان میں لاتناہی کا ابطال کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نواں نقض

انسان پر ایک دوسرے کے بعد آنے والی صورتوں سے ابدالآباد تک،

بحیثیت اس کے موجود ہونے کے استمرار کے ساتھ صور تکونیہ انفاسیہ کے سوا جن کا بیان ساتویں نقض میں گزر چکا اور اس کا بیان وہ ہے جو فتوحات کے دو سو چراسی باب میں معرفت منزل المجارات الشریفہ میں کہا ہے[1]

اور اس منزل سے بھی معلوم ہوگا کہ کتنے انسانوں کے لیے حشر ہے جس میں انسان کو جمع کیا جاتا ہے۔ پس جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے روح انسانی کو پیدا کیا۔ جس وقت بھی پیدا کیا صورت طبیعہ حسیہ کے لیے مدبر کیا جاتا ہے وہ دنیا میں ہو یا برزخ میں یا دارِ آخرت میں یا جہاں بھی ہو۔ پس پہلی صورت اس کو لباس ہوئی وہ صورت جس میں اس پر میثاق لیا گیا حق تعالیٰ کی ربوبیت کے اقرار کا پس اس کو اس صورت سے صورت جسمانیہ دنیویہ کی طرف حشر کیا گیا اور اس میں بند کیا گیا چوتھے مہینے کے بعد ماں کے پیٹ میں جب بچے کی تکوین ہوئی موت کی ساعت تک۔ پس جب وہ مرا تو اس کو جمع کیا جائے گا دوسری صورت کی طرف اس کی موت سے لے کر اس کے سوال کے وقت تک، پس جب اس کے سوال کا وقت آئے گا (یعنی اس کی قبر میں) تو اس صورت سے اس کا حشر ہوگا اس کے بدن کی طرف جو موت سے موصوف ہے پس اس کو زندہ کیا جائے گا اور لیا جائے گا لوگوں کے کانوں کو اور ان کی نظروں کو اس کی زندگی سے اس روح کے ساتھ مگر وہ

---

[1] رجوع کریں فتوحات مکیہ کی طرف ص ۶۲۴ جلد دوم طبع دار الکتب العربیۃ الکبریٰ۔ مصر،
ابو سعید قاسمی

شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے خاص کیا ہے اس پر کشف سے نبی ہو یا ولی ثقلین سے لیکن تمام حیوان وہ اس میت شخص کی زندگی کا مشاہدہ کریں گے اور اس کے احوال کو بھی آنکھ سے دیکھیں گے پھر سوال کے بعد اس کا حشر کیا جائے گا۔ دوسری صورت کی طرف برزخ میں وہاں ٹھہرے گا بلکہ وہ صورت برزخ کا عین ہے اور نیند اور موت اس حالت میں برابر ہیں قیامت کی پھونک تک پھر اس صورت سے اٹھایا جائے گا اور اس کا حشر ہوگا اس صورت تک جس سے وہ دنیا میں جدا ہوا تھا اگر اس پر کوئی سوال باقی ہے اگر وہ اس صنف کے اہل سے نہیں ہے تو اس کا حشر ہوگا اس صورت جس سے وہ مسئول جنت میں داخل ہو جائے گا قیامت کے دن، جب اس کے سوال سے اس کو فراغت نصیب ہوگی تو اس کا حشر ہوگا اس صورت میں جو اس سے جنت یا آگ میں داخل ہوگا اور دوزخ والے سب سوال کیے جائیں گے پھر جب داخل ہوں گے اور اس میں قرار پائیں گے تو پھر ان کو رویت کی طرف بلایا جائے گا اور وہ جلدی کریں گے اور ان کا حشر ہوگا ایسی صورت میں جس کو صرف رویت کی صلاحیت ہوگی پھر جب لوٹیں گے تو ان کا حشر کیا جائے گا ایسی صورت میں جو جنت کی صلاحیت رکھتی ہے اور ہر صورت میں وہ پچھلی صورت کو بھول جائے گا اور اس کا حکم لوٹے گا۔ صورت کے حکم کی طرف جس کی طرف اس کا انتقال ہوا اور اس میں حشر ہوا۔ پھر جب وہ جنت کے بازار میں داخل ہوگا اور اس میں صورتوں کو دیکھے گا، تو ان کو دیکھے گا اور ان کو اچھا سمجھے گا تو ان صورتوں میں اس (روح) کا حشر ہوتا رہے گا پھر وہ جنت میں ہی دائمًا رہے گا ایک صورت سے اس کا دوسری صورت میں حشر ہوگا اس کی کوئی نہایت نہیں ہے اور اس سے الٰہی وسعت کو جاننا چاہیئے پھر جس طرح اس پر تجلی کی صورتوں کا تکرار نہیں ہوتا تو اسی طرح یہ متجلی لہ (جس کے لیے تجلی کی گئی ہے) محتاج ہوگا کہ وہ مقابل ہو ہر صورت کو جس سے وہ دوسری صورت کی طرف تجلی کرتا ہے اپنی تجلی میں اس کی طرف دیکھتا ہے۔ پھر اسی طرح صورتوں میں ہمیشہ کے لیے حشر کیا جائے گا۔ اس کو لے گا جنت کے بازار سے اور ان بازار والی صورتوں میں سے وہ قبول نہ کرے گا اور ان کو اپنے لیے مناسب

نہ سمجھے گا۔ مگر وہ صورت مستقبل والی صورت کے مناسب ہو کیونکہ وہ صورت ایک خاص استعداد کی طرح ہے اس دوسری صورت کے لیے اس کو سمجھ لو کیونکہ یہ معرفت الٰہیہ کے باب میں سے ہے اور اگر تو سمجھے تو تو جان لے کہ تحقیق تو بھی اسی طرح۔ حشر کیا جائے گا ہر نفس کے اندر حال کی صورت میں جس کے اندر تو اس وقت ہے لیکن تجھے تیری رویت معہودہ اس سے حاجب ہوتی ہے اور اگر تو اپنے انتقال کو اپنے احوال میں اچھا سمجھے جس پر اس وقت تو ہے تو تم اپنے ظاہر اور باطن میں تصرف کرو گے لیکن تم نہیں جانتے کہ یہ تیری روح کی صورت ہے جس میں وہ ہر آن میں داخل ہوتا ہے اور اس میں اس کا حشر ہوگا اور عارف لوگ ان کو صحیح صورتیں دیکھتے ہیں ثابت ظاہر پر اس کا کلام پورا ہوا لہ

اس کا کہنا اگر تو تفطن کرے الخ اس سے بسا اوقات متبادر ہوتا ہے تحول تکوینی انفاسی کا ارادہ جس طرف اس کا کہنا تیری رویت معہودہ ناظر ہے لیکن اس کو اس پر بھی حمل کیا جا سکتا ہے کہ نفس مدرک انسانی اس کے لیے تحول ہے دائمی ادراکات کی صورت میں جس کی طرف محقق شبستری نے اشارہ کیا ہے۔ گلشن راز کتاب میں ؎

ندارد زلف او یک لحظہ آرام گہی بام آورد گاہی کند شام
دل ما دارد از زلفش نشانی کہ خود ساکن نمی گردد زمانی

اس سے یہ اشارہ ہے اس کی طرف جس کو شیخ قدس سرہٗ نے جنت کی تجلی میں فرمایا ہے کہ ہر تجلی کی صورت کے لیے متجلی لہ (جس کے لیے تجلی کی گئی ہو) کی صورت ہے تو حق اپنی تجلیات میں پھرتا رہتا ہے قلب اپنے ادراکات کی صورتوں میں پھرتا رہتا ہے مگر ہم اس کو بسا اوقات ساکن دیکھتے ہیں علم کی صورت میں جس کو ہم نے معلوم کیا تھا۔ خلاصہ کلام کہ یہ وہ ہے جس کی طرف شیخ نے اشارہ کیا ہے تحول انسان کا صورتوں

لہ دیکھو ص ۶۲۷ - ۶۲۸ فتوحات مکیہ ج دوم ۔ میں نے کتاب کی عربی عبارت کو مطبوعہ فتوحات مکیہ سے صحیح کیا ہے ۔ ابوسعید قاسمی سندھی

میں میثاق کے وقت سے ابدالآباد تک یہ تحول خاص ہے اپنے موطن میں بخلاف تحول انفاسی ایجاد اور اعدام میں کیونکہ اس کے لیے خصوصیت نہیں ہے موطن موجود کے ساتھ سوا دوسرے موجود کے اعیان ثابتہ کو چھوڑ کر تو یہ صورتیں جیسا کہ تو نے معلوم کیا غیر متناہیہ ہیں لاتناہی ابدالآباد کے ساتھ تو یہ صورتیں برہان (تطبیق) پر نقض وارد ہوتی ہیں اس کے پاس جو برہان تطبیق کے جریان کو ان چیزوں میں جو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والی ہیں۔ وجود میں جن میں لایقفی (نہ موقوف ہونے والا) تسلسل کا اعتقاد رکھتا ہے اور یہاں تک وہ نصوص ختم ہوئے جس کے اندراج کا ہم نے ارادہ کیا تھا۔

پانچواں مناظرہ چند معانی کی طرف اشارے کرنے میں خلجان اور تردد کی ظلمت کو زائل کرنے میں

جان لے اللہ تعالیٰ تجھ کو ترقی عطا کرے تحقیق کے مدارج میں تحقیق بڑی نظر والا با اوقات یہ کہتا ہے کہ واجب تعالیٰ کا علم ان چیزوں کو جو کہ موجودات غیر متناہیہ سے ثابت ہیں۔ ایک ہی دفعہ میں اس قول سے کوئی خلاصی نہیں ہے جیسا کہ پہلے گزرا اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ ہر عالم اپنی معلومات کو محیط ہوتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اپنے علم سے احاطہ کیا ہے" اور ہر وہ چیز جس کو کوئی دوسری چیز احاطہ کرتی ہے اس کو اس شے کے لیے محاط (احاطہ کیا ہوا) کہتے ہیں (اس بناء پر) ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے معلومات اس کے علم کے لیے محاط ہیں

اور ہر محاط متناہی ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے معلومات متناہیہ ہو گئے۔ صغریٰ اس لیے کہ ہر عالم الخ اور یہ بدیہی ہے لیکن کبریٰ وہ اس لیے کہ ایک شئی کا دوسری شئی کے لیے محاط ہونا لازم کرتا ہے اس کے اطراف کے انحصار کو ایک ایسے احاطہ میں جو محیط ہے ورنہ محیط محیط نہ ہوگا پھر محاط بھی محاط نہ ہوگا۔ حالانکہ ہم نے اس کو محاط فرض کیا ہے یہ مفروض کے خلاف ہے تو انحصار ثابت ہوا اور انحصار تناہی کو واجب کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ عز و جل نے یہ بھی فرمایا اور اپنے نفس قدسی سے خبر دی" اور اللہ نے ہر چیز کو عدد کے لحاظ سے

احصاء کیا ہے اور احصاء محصی (جس کو احاطہ کیا جائے) کی تناہی کو واجب کرتا ہے۔ خاص پر جب احصاء عدد (شمار) کے ساتھ ہو کیونکہ عدد اور شمار غیر متناہی سے منقطع ہو جاتا ہے اور اس نے ہر شئی سے خبر دینے میں تعلیم کی ہے اور کسی کو خاص نہیں کیا تو اس میں وہ بھی داخل ہو گیا۔ جس کو غیر متناہی اعتقاد کرتے ہیں تو اس تمام سے ان اشیاء کی لاتناہی ثابت ہوئی ہمارے علم کی بنسبت اس معنی سے کہ ہمارا علم اس کے انقطاع کے سامنے منقطع ہو جاتا ہے علم واجب کے لحاظ سے ایسا نہ ہوگا بلکہ مبادی عالیہ کے لحاظ سے بھی تو نفس الامر میں غیر متناہی اور موجود نہ ہوں گے تو ہر وہ جو اس کے امکان پر بلکہ خارج میں موجود ہونے پر دلائل لائے گئے ہیں ہمارے پاس وہ دلیل ہے جو اس کی نفی کرتی ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ ہر وہ چیز جو ہماری دلیل کی نفی میں ذکر کی گئی ہے وہ سب اوہام ہیں۔ جو قیاس فاسد سے پیدا ہوئے ہیں پھر وہ ایک دوسرے پر چڑھے ہیں تو اندھیرے ہو گئے بعض بعض کے اوپر جب اس سے ہاتھ نکالے گا تو اس کو نہ دیکھے گا اور جس کے لیے اللہ نے نور نہیں کیا تو اس کے لیے کوئی نور نہیں ہے اور اس قسم کے اوہام جب نفس میں منتقش ہوتے ہیں اور اس کے شفاف میں داخل ہو جاتے ہیں اور اپنی قوت ادراکیہ کے قصور میں وہ عاجز ہوتے ہیں اس سے جو حرکت کریں اس میں جس میں اندھیرے لانے والے بادل پھیل گئے ہیں تو وہ ظلمات اس کے پاس علوم بن جاتے ہیں جن پر ان براہین سے علوم اسمیہ میں برہان پیش کرتے ہیں تو وہ رسمی علوم ہیں جو حقیقت میں جہالات مرکبہ ہیں۔ اللہ نے ہم کو ان کے شر سے دنیا برزخ اور آخرت میں بچایا تو اے مخاطب تو اپنے اس وہم کو اس کے جھگڑے میں اپنے عقل سے متمسک کر ہم تیرے لیے اللہ تعالیٰ کی مدد اور حفاظت سے اس کے اغلاط کی جگہوں کو معین کریں گے۔ پہلا ہے حد اوسط تیرے دلیل میں اور اس کا بیان موقوف ہے احاطہ کے معنی کے تحریر پر۔

پھر تو جان لے کہ تحقیق احاطہ حسی ہے جیسے محیط دائرہ کا احاطہ دائرہ کے لیے اور جیسے دیواروں کا احاطہ زمین کے ایک مقرر میدان کو اور دوسرا احاطہ معنوی ہوتا ہے۔ جیساکہ تیری قدرت کا احاطہ ہو اس کے لیے جس پر تو قدرت رکھتا ہے اپنے افعال سے

اور افعال کے آثار سے اور تیرے کان کا احاطہ ہر اس کے لیے جس کو تو سنتا ہے
پس پہلے کا احاطہ محاط کے اطراف کے انحصار کو لازم کرتا ہے اور اس کے تحدد کو محیط کے
احاطہ میں ورنہ محیط محیط نہ ہوگا اور دوسرا اس سے منزہ ہے کیونکہ جسم اور جسمانی کے احکام
گم ہیں اور یہ انحصار مذکور کو لازم کرتا ہے اس میں اور یہ عبارت ہے محاط کے عدم شذوذ
سے اور اس کا نہ نکلنا اس کے احاطہ سے اس معنی سے کہ محیط سے اس کا تعلق ہے معنوی تعلق
جمیع محاط سے اور احاطہ کا حصر لغت کے لحاظ سے فقط حسی میں کرنا جہل ہے حقائق کا ان کی
صورتوں سے اس کے ساتھ اکثر عقول ضعیفہ مبتلی ہوئے ہیں جیسا کہ اس کے حیرت ناک
بیان کے درپے پڑا ہے۔ امام حجۃ الاسلام ابوبہ کے رسالہ میں اور وہ اس وقت اس
کے حقیقت مقدسہ میں ہے ان کے صورتوں کے احکام میں ان کے ظہورات کے موطنوں میں
یہ عبارت ہے نہ نکلنا محاط کا محیط کے احاطہ سے شذوذ پر اس وقت پھیرنا ہے
اس مفہوم میں جس سے احکام عدم خروج خاص احاطہ حسیہ میں جدا نہیں ہوتے اور نہ
اس کے احکام خاص احاطہ معنویہ میں اصلاً جدا ہوتے ہیں تو پھر یہ دونوں صورتوں میں
احاطہ لغویہ کی حقیقت ہے پھر تیرا یہ کہنا کہ ہر محاط متناہی ہوتا ہے ایک لغزش ہے جس
سے جہالت محضہ پیدا ہوئی ہے کیونکہ علم کا احاطہ معلومات کے لیے اور یہ حد اوسط ہے
عبارت ہے معنوی انکشاف سے عبارت ہے جو جمیع معلومات سے معنوی تعلق رکھتا
ہے سوا اس کے کوئی چیز ان میں سے حاضر ہو اس انکشاف کے احاطہ سے اس پر کسی
امر زائد کے موجود ہونے پر اصلاً تو (قیاس کے) کبریٰ کو ثابت کرنا تیرے قول سے: کیونکہ
تحقیق شئ کا ہونا محیط دوسری شی کے لیے الخ یہ شئ کا اثبات ہے مغائر شی سے بلکہ
وہ اس کے لیے مزایل ہے اس کے احکام میں کیونکہ یہ اثبات ہے معقول کا محسوس سے
ساتھ جدا ہونے دونوں چیزوں کے احکام کے جیسا کہ مخفی نہیں ہے یہ تو غلطی ہوئی اوسط
کی حقیقت میں۔

اور دوسری غلطی ہے اس کے کم (یعنی کمیت کے شرط میں) اس کا بیان یہ ہے
کہ احاطہ یا تو اس طرح ہوگا کہ محیط اس میں جو علم الٰہی ہے اور معلومات غیر متناہیہ کو

شامل ہے یہاں غیر متناہی ہو گا اپنے کمال کے درجہ میں جیساکہ علم واجب قدیم جل مجدہ کے لائق ہے تو وصف لاتناھی میں اپنے معلومات کے ساتھ برابر ہو گا یا متناھی ہو گا۔

دوسرے احتمال کی طرف کوئی راستہ نہیں ہے اس لیے کہ پہلے گزرا اس کے امتناع کا برہان تو پہلا احتمال متعین ہو گا پھر اگر ہم تسلیم کریں گے کہ احاطہ محاط کے انحصار کو مطلقا لازم کرتا ہے اس میں حسیت اور معنویت کا کوئی فرق نہیں ہے تو یہ ہوتا ہے محیط متناہی میں جو اس کے انتہاء محاط بھی متناھی ہو جاتا ہے یا غیر متناھی میں لیا جائے گا جیساکہ واجب کے علم میں ہے تو پھر انکار کریں گے پھر تیرا کہنا کہ ہر محاط متناھی ہوتا ہے اگر اس سے تیرا یہ ارادہ ہے کہ ہر محاط ہر محیط کے لیے اگرچہ ہم محاط اور محیط کو ساتھ غیر متناہیوں کو متناھی کہیں تو یہ باطل ہے کیونکہ احاطہ محیط کی طرف سے لاتناھی کی وصف کے ساتھ محاط کے تناہی کو واجب نہیں کرتا جیساکہ واجب کا علم جو معلومات غیر متناہیہ سے متعلق ہے اور اگر اس قول سے تیرا ارادہ یہ ہے کہ ہر محاط محیط متناھی متناھی ہوتا ہے تو تسلیم مذکور کی تقدیر پر اس کو تسلیم کیا جائے گا۔ لیکن اس وقت دلیل کے دونوں مقدموں (صغریٰ اور کبریٰ) میں حد اوسط مختلف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے معلومات ایسے محیط کے لیے محاط ہیں جو وہ غیر متناھی ہے اور وہ علم قدیم ہے واجب تعالیٰ کا اور یہ معنیٰ سے صغریٰ میں حد اوسط کی تو اس کے ساتھ کبریٰ کے ملانے سے نتیجہ برآمد نہ ہو گا۔ وہ کبریٰ جس میں حد اوسط اس معنیٰ سے جس کا تو نے ارادہ کیا۔ وہ نتیجہ نہ آئے گا جس کو تو نے اپنے قول: "اللہ تعالیٰ کے معلومات غیر متناہیہ ہیں" سے ذکر کیا ہے اور نتیجہ کا نہ آنا بیان سے مطلوب ہے۔

تیسرا احصاء ہے اور تحقیق وہ معانی میں احاطہ کی طرح لازم کرتا ہے۔ عدم شذوذ محصیٰ کا اور اس کے نہ نکلنے کو اس کے احاطہ سے سوا حصول امر زائد کے اس پر جس کو تناھی لازم ہے پھر تیرا یہ کہنا باطل ہو گیا کہ احصاء محصیٰ کے تناہی کو واجب کرتا ہے۔

چوتھا عدٌ ہے پس تحقیق اس کا انقطاع غیر متناھی سے اور شئی محصیٰ کے لیے

عدد کے لحاظ سے تناھی کا لازم ہونا یہ اس شئ کے لیے ہوتا ہے جو عدد کے لحاظ سے
سے محصی ہو یہ اعداد متناہیہ کے مراتب کا حکم ہے احصاء کرنے عقول حادثہ کے جو کہ ذات
اور علم کے لحاظ سے محدود ہیں باقی اگر علم قدیم کے لحاظ سے دیکھا جائے جو کہ ایک ھی دفعہ
اعداد غیر متناھیہ کے جمیع مراتب کو شامل ہے اور علم میں مجتمع ہے جیساکہ اس کے بداہت
پر برہان پہلے گزر چکا ہے تو غیر متناھی امور کا احصاء عدد کے لحاظ سے اس کے تناھی کو
کبھی واجب نہیں کرتا تو تیرا یہ کہنا باطل ہوگیا ” خاص طرح جب شمار کے ساتھ ہو الخ تو
پھر اپنے سے بچوں کے کھیل کو چھوڑ دے اور اپنی جان سے مٹی کو جھاڑ دے اور میں دیکھتا
ہوں تیرا لوٹ پوٹ ہونا ان اوہام میں جو کہ تیرے اوپر ہجوم کرنے والے ہیں حوادث کے احکام
سے اور تو ایمان کی حقیقت سے اس کا اذعان کر کہ تحقق علم قدیم غیر متناھی کا بلند ہے۔
اس سے کہ اس کے خیمے کی عظمت کے کوئی وھم چکر لگائے بلکہ فہم جو کہ معلومات غیر متناہیہ
کا احاطہ کرتا ہے اور ان کا احصاء کرتا ہے۔ مراتب اعداد غیر متناہیہ کو، ان غیر متناہیہ
معدودات میں سے کسی کو نہیں چھوڑتا۔ مگر اس پر لاتا ہے غیر متناہیہ اعداد کے مراتب
میں سے کسی ایک مرتبہ کو اور جو کچھ ہم نے ذکر کیا ان میں سے کوئی چیز ایسی عقل کے پاس
نہیں ہے جس پر حقیقت عقلیہ کے مراتب میں سے کوئی ادنیٰ مرتبہ سچا آتا ہو مرتبہ وہم
سے بڑھنے میں ایک نقطہ کے مقدار پر جو تناھی کو لازم کرے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا دو غیر متناھی
جملوں کے درمیان تطبیق دینا اس طرح کہ معدودات کے سلسلے کے آحاد میں واقع ہو۔
اس کو تطبیق دی جائے مراتب اعداد غیر متناہیہ سے ایک ایک کے مقابلے میں دوسرے
سلسلہ سے اسی طرح ان سب میں امر ممکن ہے ورنہ دلیل تام نہ ہوگا کیونکہ جائز ہے کہ
ایک امر محال دوسرے امر محال کو لازم کرے تو دو سلسلوں میں ایک کی ہر شئ احاطہ کرے
دوسرے سلسلہ کو غیر متناہیہ مراتب اعداد کو جو اس میں واقع ہیں نفس الامر کے موافق
اس معنی سے کہ ایک سلسلہ میں سے کوئی ایک ایک دوسرے سلسلہ کے ایک ایک جزء
سے جدا نہ ہوگا ازلیت اور محاضرات کے لحاظ سے سلسلہ کے جمیع آحاد میں اور یہ احاطہ
اور احصاء اور معدودیۃ جب کہ ہر ایک تینوں میں سے میں سے دونوں سلسلوں میں دونوں

میں لاتناهی کی وصف سے دونوں سلسلوں کے تناهی کو لازم نہیں کرتا ورنہ مفروض فی نفسہ مستلزم ہوگا۔ مفروض کے خلاف کو اور باطل ہوگا جس کے ابطال کے لیے کسی ناقص یا زائد کی طرف احتیاج نہ ہوگی تاکہ اس سے خلف ظاہر ہو یہ کیسے ہوگا؟ حالانکہ عقل حاکم ہے دونوں سلسلوں کے وجود کے فرض پر کہ یہ دونوں نفس الامر میں مساوی ہیں۔

اور یہ بات معلوم ہے کہ تحقیق جب تو کہے گا کہ اس کو مساوی ہے تو نفس کو شعور ہوگا۔ کہ وہ دونوں شروع ہوتے ہیں۔ اور ختم ہوتے ہیں ایک نقطہ پر لیکن یہ دو متناہیوں میں ہوتا ہے۔ اور غیر متناہیوں میں یہ اشعار حکم عقلی میں وہم کی تخلیط ہے کیونکہ نفس مساوات جوکہ متساویات کے احکام سے مجرد ہے وہ تناہی کو لازم نہیں کرتی۔ اور نہ ہی اس میں ادنی سا شعور ہوتا ہے جب مساوات میں اس طرح ہے تو احصاء میں عدد کے لحاظ سے تو بطریق اولیٰ ہوگا۔ کیونکہ مساوات میں وہم کا حکم انقطاع کا سرعت کرتا ہے۔ لاتناہی کے لحاظ سے ساتھ دونوں سلسلوں میں عدد اس کے خلاف ہے۔ جب مراتب غیر متناہیہ میں ایک طرف میں لحاظ کیا جائے گا۔ وہ طرف برہان قاطع کے ساتھ ان کی وسعت رکھے گا اور اللہ تعالیٰ پکڑے کا ہماری پیشانی کو اور تیری پیشانی کو خیر کی طرف وہی وجود حق ہے جس کے اندر کوئی غیر اس کا شریک نہیں۔

اور یہاں کلام ہے استاد جلیل بارع طویل کے حساب سمیدع ار حوی سید سعد اللہ سورتی کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہم کو پاک کرے اس کے شر سے اور اس کی فتوحات اور نیکی کو ہماری طرف پہنچا دے اس کی شروعات اس کے نفس شریف سے ہوئی ہے۔ برہان کی صورت میں اور اس کو شمار کیا ہے اس نے اپنے رسالے میں جس کا نام "الحجۃ البالغہ من براہین ابطال الموجودات الغیر المتناہیہ فی نفس الامر" اور ہم کو بعینہ یہاں لاتے ہیں اور اس سے یعنی براہین ابطال مذکور میں سے یہ ہے غیر متناہی نفس الامر میں وہ ہے جس کو نفس الامر مقید نہیں کرتا۔ کیونکہ عدیم التناہی اس معنی سے کہ اس کو عقل تفصیل سے ضبط میں نہ لائے ایسا ہے کہ جس کے ثبوت سے کوئی عاقل انکار نہیں کرتا بلکہ اس کو اعتقاد کرتا ہے۔ نعیم الجنۃ کے قسم میں سے جس طرح اس کے محققین نے تحقیق کی ہے اس معنی سے اور تحقیق وہی حق ہے

میں کہتا ہوں کہ جب اس میں اس کا تحقق ہوگا تو اس کی اس سے تقیید بھی لازم ہوگی تو اس کے لحاظ سے غیر متناھی باقی نہ رہے گا۔ غیر متناھی اس کے لحاظ سے اور یہ برہان واضح ہے بلند ہے احق ہے کہ اس کا نام برہان الواقع رکھا جائے۔

میں کہتا ہوں غیر متناھی کی تعریف میں اس کا کہنا کہ جس کو نفس الامر میں کوئی مقید نہ کرے اس سے اگر ان کا یہ ارادہ ہے کہ خارج اور ذہن کے ظرف میں متحقق نہ ہو اور مظروف اس سے مقید نہ ہو ظرف کے ساتھ اس میں پائے جانے میں تو یہ حکم جو کہ متضمن ہے اس تعرف کو تحکم ہونے کے ساتھ یہ تو عین مسئلہ ہے جس میں اختلاف کیا گیا ہے۔ پھر اس کا کہنا اس پر بنا رکھتے ہوئے "جب اس میں متحقق ہوگا الخ" یہ مطلوب پر صریح مصادرہ ہے اور اگر اس سے اس کا یہ ارادہ ہے کہ جس کو وہ مقید نہ کرے اور اس کو احاطہ کرے اور اس کے انحصار سے منحصر ہو اور صورت دلیل کی نفس الامر ہو جو اپنے مظروف غیر متناھی کو محیط ہو جس کا وجود اس میں فرض کیا گیا ہے تو وہ متناھی ہوگا اور ہر مقید اور محاط متناھی ہوتا ہے تو وہ بھی متناھی ہوگا تو اس برہان کی صغریٰ موقوف ہے۔ نفس الامر کے تناھی کے اثبات پر جو کہ صارف خارج پر اور علم پر، اور اس کے سوا یہ امر مشکل ہے۔ کیونکہ خارج عبارت ہے علم کے خارج سے، وہ کہ اگر علم نہ ہوتا تو وہ متاصل اور موجود ہوتا اور وہ عبارت ہے وجود حق مطلق سے جس کو محقق نے خارج حقیقی کہا ہے اور تناہی سے منزہ ہے باقی رہا علم پھر اس کے علم قدیم کو شامل ہونے کی وجہ سے اس کی تناھی مطلقا کے اثبات کی طرف کوئی راستہ نہیں ہے اور غیر متناہی صحیح ہے کہ اپنی وسعت کی وجہ سے غیر متناھی کے لیے ظرف بنے اور یہاں جو اوہام پیدا ہوتے ہیں ان کا ابطال گزر چکا اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہے حمد اول میں آخر میں اور صلوٰۃ وسلام اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی آل پر دائمی سرمدی ہو۔

ابو سعید قاسمی